سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۰

اصلی مرید کی پہچان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

اپنے ایمان کو تازہ رکھیں!
گھر بیٹھے دینی اور اصلاحی مجالس کی براہِ راست نشریات سنیں!
livemajlis
(www.khanqah.org)
اس کے علاوہ جب چاہیں عالم اسلام کے نامور روحانی بزرگ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے فرزند ارجمند
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
کے اصلاحی بیانات بھی سنے جاسکتے ہیں۔
باخبر رہیں!
خانقاہ سے متعلق تازہ ترین اطلاعات اور اعلانات
اپنے موبائل پر فوراً وصول کریں!
@khanqahashrafia
F KHANQAHASHRAFIA لکھ کر
40404 پر SMS بھیجیں۔

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۰

اصلی مرید کی پہچان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ازطرف

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمید نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

محیّ السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

وعظ: اصلی مرید کی پہچان

واعظ: حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: بروز جمعہ، ۱۳؍ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۹۱ء

ترتیب و تصحیح: جناب عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ اشاعت: ۳؍ رجب ۱۴۳۵ھ، مطابق ۳؍ مئی ۲۰۱۴ء

زیرِ اہتمام: شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

ناشر: کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

تعداد: پانچ ہزار

ضروری اعلان

عنوانات

پیش لفظ

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے ہاتھ ایک لحظہ کو کانپ جاتا ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی بے پایاں شفقت سے اپنے پرائے سب ہی مستفید ہوتے تھے۔ جب مریدوں سے آپ کی شفقت کا یہ حال تھا تو اپنے جگر کے ٹکڑے یعنی اپنی اولاد سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو جو تعلق تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں تھا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے بیٹے حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم جب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو بیٹے کو دیکھ کر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ مبارک خوشی و مسرت سے دمکنے لگتا تھا اور دل میں پنہاں ساری محبتیں سمٹ کر چہرۂ انور پر آجاتی تھیں۔

اس دارِ فانی میں حضرت والا کی جدائی سے سارے عالم میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین پر افسردگی کی کیفیت طاری تھی ہی لیکن خود حضرت والا کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم صدمہ و کرب کے جس عالم سے گذر رہے تھے اس کیفیت کو وہ ہی جانتے ہیں۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کو اب قریباً ایک سال کا عرصہ ہو رہا ہے، اس عرصہ کے دوران حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کے دکھ سمیت دیگر بہت سے نامساعد حالات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا جس کے باعث حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں جاری حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظِ حسنہ کا سلسلہ جو ۱۰۹ نمبر تک پہنچ گیا تھا رُکا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے درد کے مداوے کے لیے وقت کو سب سے بڑا مرہم بنایا ہے۔ اب اللہ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کو ان تمام دکھوں اور آزمائشوں سے نکال کر ایک نیا عزم و حوصلہ عطا فرمایا جس کے باعث انہوں نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ کے سلسلہ کو دوبارہ جاری کرنے کا ارادہ

کرلیا، ان شاء اللہ مواعظ حسنہ کا یہ سلسلہ امت کے لیے مفید و نافع ثابت ہوگا اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنے گا۔

اس سلسلہ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ موسوم بہ "اصلی مرید کی پہچان"، مواعظِ حسنہ نمبر ۱۱۰ سے دوبارہ اس کام کا آغاز کیا جارہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وعظ کو سب کے لیے نافع بنائیں اور شرفِ قبولیت سے نوازیں اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں نیز اس سلسلہ میں جان و مال اور اپنی دعاؤں سے مدد کرنے والوں کو دونوں جہاں میں اپنی رحمت اور عافیت سے نوازش فرمائیں، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

جو دل سے غیر مخلص ہو وفاداری سے عاری ہو

بہت محتاط رہنا چاہیے پھر ایسے خادم سے

اصلی مرید کی پہچان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[1]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ،

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ[2]

پچھلے جمعہ کو میں نے بتایا تھا کہ شاید میں اگلے جمعہ کو یہاں نہ ہوں، ڈھاکہ سے دعوت نامہ آیا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں وہاں دس سال سے جارہا ہوں، وہ لوگ مجھے بڑی محبت سے بلاتے ہیں اور بہت محبت سے میری باتیں سنتے ہیں۔ اتنا بڑا مجمع اور میرے اتنے زیادہ دوست پوری دنیا میں کہیں نہیں ہیں۔ اگر آپ کبھی میرے ساتھ وہاں کا سفر کریں تو دیکھیں گے کہ بخاری شریف پڑھانے والے بڑے بڑے علماء میرے سامنے نہایت ادب سے بیٹھتے ہیں، یہاں کے طالب علم سے زیادہ وہ میرا ادب کرتے ہیں حالانکہ خود بڑے عالم ہیں۔

---

[1] البقرة:١٦٥

[2] مشکوة المصابیح ١/٦٩، باب جامع الدعاء، رقم (٢٤٩٦) مطبوعه المکتب الاسلامی، سنن الترمذی ٥/٥٢٢، کتاب الدعوات، رقم (٣٤٩٠)

دین کا کام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے

بس اللہ کی طرف سے بات ہوتی ہے، جس زمین پر اللہ تعالیٰ کو کسی سے کام لینا ہوتا ہے تو اس بستی والوں کے دل میں اس مبلغ و مقرر و خادمِ دین کا حسنِ ظن، نیک گمان اور محبت ڈال دیتا ہے۔ سب معاملہ اُدھر ہی سے ہوتا ہے۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

لہٰذا یہ فخر کی بات نہیں ہے کہ وہاں مجھ سے بہت کام ہو رہا ہے، اس میں میری قابلیت کو دخل نہیں ہے، اگر میری استعداد و قابلیت کو دخل ہوتا تو وہ قابلیت یہاں بھی کام کرتی، ہر جگہ کام کرتی لیکن بعض بستیوں میں کوئی پوچھتا تک نہیں۔

میرے مرشد اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ہندوستان سے لاہور تشریف لائے تو ان کی مجلس میں مشکل سے دو چار آدمی آتے تھے لیکن حضرت جب کراچی آئے تو اتنا زیادہ مجمع ہو گیا کہ مجمع کے لیے شامیانہ لگنے لگا۔ اس پر میرے دوست حبیب الحسن خان شیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کام لیتا ہے جبھی کام ہوتا ہے۔ تو اللہ کے یہاں قابلیت کی شرط نہیں ہے، اللہ کی عطا کے لیے قابلیت شرط نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت کے لیے قابلیت شرط نہیں ہے بلکہ شرطِ قابلیت خود اس کی عطا ہے۔

پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

عورت کتنی ہی حسین ہو لیکن اگر شوہر کی نظروں میں نہیں جچتی تو بے چاری تعجب کرتی ہے کہ میری پڑوسن مجھ سے بھی خراب شکل کی ہے، اسے تو اس کا شوہر ہر وقت پیار کرتا ہے اور میں اتنی حسین ہوں مگر میرا شوہر مجھے پوچھتا ہی نہیں۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا ؎

پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

جس کو شوہر پیار کرے سُہاگن وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے شرفِ قبولیت سے نیک اعمال میں وزن آتا ہے

جس کو اللہ پیار کرے بندہ وہی ہے، اگرچہ اس میں بہت خوبیاں ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کو ہمارے روزے، ہماری نمازیں، ہمارے مدرسے، ہماری تلاوت، ہمارا ذکر پسند نہ ہو تو سب بیکار ہے، سب جسمانی محنت ہی محنت رہ جاتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہے تو اعمال میں کچھ وزن نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا[۳]

ان بندوں کے لئے خوشخبری ہے، جو قیامت کے دن اپنے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پائیں گے۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی کیا عمدہ شرح کرتے ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی شان دیکھیے! اللہ تعالیٰ محدثین کو کیسی عقل عطا فرماتے ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نامۂ اعمال میں استغفار پانے کا کیا مطلب ہے؟ بندہ نے استغفار کیا تو آخرت میں ضرور ملنا چاہیے لیکن یہاں پانے کی شرط کیوں ہے؟ وَجَدَ کیوں ہے کہ دنیا میں جو استغفار کیا قیامت کے دن اس کو پائے، تو پانے کی قید کیوں لگائی ہے؟ کیونکہ پائے گا تو تب ہی جب قبول ہو گا۔ اگر قبول نہیں ہوا تو پائے گا بھی نہیں، لہٰذا اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔

سچے مرید کے فرائض

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہم پر فرض ہے، ماں باپ کو خوش کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے، شاگرد کا استاد کو خوش رکھنا اخلاقی فرض ہے اور سچے مرید کا اخلاقی طور پر فرض ہے کہ وہ اپنے شیخ کو کبھی ناراض نہ کرے چاہے کتنے ہی جذبات ہوں، کتنا ہی غصے کا گھونٹ پینا پڑے، کتنا ہی کسی سے نفرت اور بغض

---

[۳] مشکاۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبۃ ۶۲۸/۱ رقم (۲۳۵۶) مطبوعۃ المکتب الاسلامی

ہو لیکن اگر شیخ کہہ دے خبردار! اس سے محبت کرو، اس بھنگی کے پیر دباؤ تو جو اصلی مرید ہوگا وہ اس بھنگی کے پیر دبائے گا، دل میں وسوسہ بھی نہیں لائے گا کہ میں تو اتنا عظیم الشان ہوں اور مجھ میں بہت خوبیاں ہیں پھر شیخ مجھ سے بھنگیوں کے پیر کیوں دبوا رہا ہے۔ یاد رکھو! یہ راستہ محبت کا راستہ ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجنوں کہہ رہا تھا اور اصل میں مجنوں کیا کہتا یہ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا علم ہے، اشعار تو انہی کے ہیں مگر سمجھانے کے لیے بعض اوقات اپنے مضمون کو کسی دوسرے سے منسوب کر دیتے ہیں چنانچہ اپنا یہ عارفانہ کلام، اپنی معرفت کی باتیں مجنوں کے کندھے پر ڈال کر بیان کر رہے ہیں اور ہمیں اور آپ کو محبت سِکھا رہے ہیں کہ آپ لوگ مدینے پاک کی محبت، مکے شریف کی محبت، شیخ کی محبت، شیخ کے گھر والوں کی محبت اور شیخ کے شہر کی محبت کس طرح سیکھیں۔ تو فرماتے ہیں کہ ایک دن مجنوں کہہ رہا تھا حالانکہ مجنوں نہیں کہہ رہا تھا در حقیقت مولانا کہہ رہے تھے مگر نام اس کا لیتے ہیں کہ ؎

آں سگے کو گشت در کویش مقیم

مجنوں کہہ رہا تھا کہ جو کتّا میری لیلیٰ کی گلی میں مقیم ہے، میری لیلیٰ کی گلی میں اقامت رکھتا ہے اور قیامت کی قامت رکھتا ہے۔

اصلی مرید نفس کا غلام نہیں ہوتا

حسن بھی قیامت ہے اور عشق بھی قیامت ہے مگر خدا عشقِ مجازی سے بچائے، نفس کی ڈیمانڈ سے بچائے، اس کو خوب سمجھ لیں کہ جس نے نفس دُشمن کے تقاضوں پر عمل کیا، جس کا مشیر دُشمن ہو یا وزیر دُشمن ہو تو وہ سمجھ لے کہ اس کی خیریت نہیں ہے لہٰذا جس نے اپنے نفس کے گندے تقاضوں پر عمل کیا تو وہ سانڈ کی طرح آزاد زندگی گذارتا ہے۔ آپ نے گاؤں میں دیکھا ہوگا کہ سانڈ کا سارا جسم زخموں سے چھلنی ہوتا ہے، اُسے ہر کھیت میں منہ ڈالنے کا مزہ تو آتا ہے، نفس کی ہر خواہش پر عمل کرنے کا مزہ تو آتا ہے لیکن اس پر لاٹھیاں بھی اتنی برستی ہیں کہ ساری کھال زخمی ہو جاتی ہے اور مرنے کے بعد چیل کوّے کھاتے ہیں، بیماری میں کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں ہوتا،

یہ ہے آزادی کا نتیجہ۔ اسی طرح جو لوگ اللہ سے آزاد ہیں اور نفس کی غلامی کرتے ہیں تو بس سمجھ لیں کہ اللہ کی رحمت بھی ان سے ایسے ہی الگ رہتی ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

آں سگے کو گشت در کویش مقیم

مجنوں کہہ رہا تھا جس کو مولانا رومی اپنی زبان سے فرما رہے ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے ولی اللہ کی زبان سے جو کچھ بھی نکلے اس میں نور ہوتا ہے چاہے وہ مجنوں کا نام لیں، چاہے لیلیٰ کا نام لیں۔

سچے مرید کا دل خدا کے نور سے معمور ہوتا ہے

جس کے دل میں اللہ کا نور ہوتا ہے اس کی زبان میں، اس کی تقریر میں، اس کی تحریر میں، اس کی تصنیف میں، اس کے کُرتے میں، اُس کے مصلّے میں جس پر وہ سجدہ کرتا ہے، جس مکان میں وہ رہتا ہے اس کی گلیوں میں، اُس شہر میں سب میں برکت ہوتی ہے۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی اگر کسی شہر سے گذر جائے گو اس کو وہاں ٹھہرنے کا موقع نہ ملے، رات ہی رات میں گذر گیا، تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِنْ مَرَّ وَلِیٌّ بِبَلْدَۃٍ، اگر کوئی ولی کسی شہر سے گذر گیا اور وہاں ٹھہرا نہیں لِیَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلَ تِلْکَ الْبَلْدَۃِ[۴] اس شہر کے لوگ اس کے گذرنے کی برکتوں سے محروم نہیں رہیں گے کیونکہ اولیاء اللہ کے نور کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہے، اللہ تعالیٰ جتنے بڑے ہیں اتنی ہی اللہ والوں کی نسبت عظیم ہے، سوچو کہ اہل اللہ کو کس عظیم ذات سے نسبت ہے۔ کیوں صاحب! یہ تو بتائیے کہ اگر وزیر اعظم کا کتّا آپ کی گلی میں آجائے یا آپ کے گھر میں گھس جائے اور سی آئی ڈی کی نظروں میں ہے کہ وزیر اعظم کا کتّا اس گھر میں گیا ہے تو کیا آپ کی ہمت ہوگی اسے مارنے کی؟ تو دل میں وزیر اعظم کا خوف ہے محبت نہیں ہے، محبت میں محبوب کو اپنا عاشق وزیر اعظم سے کم معلوم نہیں ہوتا۔

---

[۴] مرقاۃ المفاتیح، باب اسماء اللہ تعالیٰ، ۱۹۱/۵، (۲۲۸۸)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

مرید اپنی نافرمانی سے شیخ کو ایذاء نہ پہنچائے

الحمدللہ! ہم لوگ اپنے شیخ کا اتنا ادب کرتے ہیں جتنا رعایا وزیر اعظم کا ادب کرتی ہے بلکہ ہم اس سے زیادہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کی عظمت کو اپنے قلب میں محسوس کرتے ہیں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرتے ہیں کہ میرے شیخ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ والوں کے مقابلے میں بادشاہ یا وزیر اعظم کی کیا حیثیت ہے؟ ہمارا بادشاہ، ہمارا وزیر اعظم، ہمارے چیف کمانڈر، ہمارے سب کچھ ہمارے شیخ ہی ہیں۔ جب شیخ ہمارے یہاں تشریف لاتے ہیں تو ہم ان کی نظر عنایت کو اپنی مغفرت کا سامان سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے محسن ہیں، ہمارے مربّی ہیں، وہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ہمارا روحانی بیوٹی پارلر کرتے ہیں یعنی ہماری بندگی کی نوک پلک کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق بنا سنوار کر ہمیں اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، چاہے وہ سختی سے ہی کیوں نہ ڈانٹیں۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ نوک پلک درست کرنے کے لیے اگر ناخن بڑے ہوں گے تو کٹر (cutter) استعمال کرنا پڑے گا اور اگر کٹر استعمال کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ پھر بھی گٹر میں گرنے کی اور لید سونگھنے کی عادت ہے تو آپ کو پھر مٹر نہیں کھلائیں گے، گٹر میں گرنے کے بعد پھر سٹر پٹر پٹائی ہوگی، کبھی ایسے بھی اصلاح ہوتی ہے۔ آپریشن میں کیا ہوتا ہے؟ مریض کو حلوہ کھلایا جاتا ہے یا چاقو چلتا ہے؟ لیکن جب گردے کی پتھری نکل جاتی ہے، پتے کی پتھری نکل جاتی ہے، آپریشن کامیاب ہو جاتا ہے تو مریض ہنستا ہوا ہسپتال سے نکلتا ہے، ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتا ہے اور فیس بھی دیتا ہے جبکہ ہماری کوئی فیس نہیں ہے بلکہ اگر ہم کسی سے ہدیہ نہیں لیتے تو بعض لوگ اُلٹا ناراض ہوتے ہیں کہ صاحب بڑے سخت ہیں، بڑے کڑک ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے قرار صاحب نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ کے پیر مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بڑے کڑیل ہیں، ذرا سی بات ہوئی ایک دم چہرہ لال ہو جاتا ہے اور خوب ڈانٹ لگاتے ہیں۔ تو قرار صاحب نے جواب دیا کہ میرا نفس بھی تو اڑیل ہے، اڑیل نفس کے لیے کڑیل پیر ہوتا ہے۔

تجربہ یہی ہے کہ جس کا شیخ کڑوا ہو اور خوب ڈانٹ ڈپٹ کرے اسی سے نفس کی زیادہ اصلاح ہوتی ہے اِلّا یہ کہ کوئی بزرگ صاحبِ کرامت ہوں جو اپنے اخلاق و شفقت اور روحانیت سے منزل تک پہنچادیں جیسا کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈانٹتے نہیں تھے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈانٹنا اور خفا ہونا تو جانتے ہی نہ تھے، سراپا رحمت تھے لیکن ان کی صحبت کے فیض سے کوئی محروم نہیں رہتا تھا۔ تو ایسے اولیاء اللہ بھی پیدا ہوتے ہیں لیکن عام حالات یہ ہیں کہ بغیر ڈانٹ ڈپٹ کے اصلاح نہیں ہوتی۔

اللہ والوں کی نسبت سے دل میں اللہ کی عظمتیں آتی ہیں

تو میں عرض کررہا تھا کہ اللہ والوں کی نسبت سے دل میں اللہ کی عظمتیں آتی ہیں۔ بیت اللہ کی زمین پر ایک نماز ایک لاکھ نماز کے برابر کیوں ہے؟ خدا کی یہی زمین یہاں بھی تو ہے، یہ مسجد بھی تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے لیکن جس زمین کو خانہ کعبہ سے نسبت ہو صرف اسی کو بیت اللہ کہہ سکتے ہیں۔ اس مسجد کو خانۂ خدا تو کہہ سکتے ہیں لیکن بیت اللہ صرف حرم کعبہ ہی کو کہہ سکتے ہیں، وہاں کے طواف سے حج ادا ہوتا ہے، ملتزم پر چپک کر رونے سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے ادب و اکرام سے لوگ گھبراتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے، میں بھی بندہ، وہ بھی بندہ، پھر ہم ان کا ادب کیوں کریں؟ یہ تو شخصیت پرستی معلوم ہوتی ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کیوں کرتے ہو؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں ایک دفعہ فرمادیا بیتی یعنی یہ میرا گھر ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس یارِ حقیقی یعنی اللہ نے ایک دفعہ کعبے کو کہا کہ بیتی یعنی یہ میرا گھر ہے۔ اس نسبت سے آج سارا عالَم بیت اللہ کا طواف کررہا ہے اور اس کے پتھر یعنی حجرِ اسود کو چوم رہا ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار

گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

لیکن مجھ کو ستر دفعہ یاعبدی یعنی میرا بندہ کہا ہے۔ قرآن پاک میں دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے ستر سے زیادہ دفعہ مؤمن کامل کو اپنا بندہ کہا ہے، یاعبدی کہا ہے یعنی اے میرے بندے! اے میرے بندے! پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا ادب نہ کیا جائے۔ کعبہ کو ایک مرتبہ بیتی کہا تو اس کی یاد تو آپ کو طواف کے لیے پاگل کردے اور اس عبدی کی یاد نے آپ پر کچھ اثر نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو عبدی کہہ کر اپنا بندہ ارشاد فرمایا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایک کتّے کے گلے میں پٹہ ڈلا ہو کہ یہ وزیر اعظم کا کتا ہے، تو وزیر اعظم کے خوف سے کوئی اس کتے کو کچھ نہیں کہے گا لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ مجنوں کے لیے لیلیٰ بھی وزیر اعظم سے کم نہیں ہے لہٰذا انہوں نے مجنوں کی طرف سے اس کو فارسی اشعار میں تعبیر فرمایا کہ ؎

آں سگے کو گشت در کویش مقیم

خاکِ پایش بہ از شیرانِ عظیم

جو کتّا میری لیلیٰ کی گلی میں مقیم ہے، مقیم کے معنی ہیں ٹھہرنے والا، مسافر اور مقیم میں فرق ہوتا ہے تو جو کتا میری لیلیٰ کی گلی کا مقیم ہے یعنی مستقل وہیں رہتا ہے، اپنا مستقل ٹھکانہ اسی کی گلی میں بنا رکھا ہے تو اس کتے کے پیر کی خاک میرے نزدیک بڑے بڑے شیروں سے افضل ہے۔ لیکن محبوب کا یہ مرتبہ عاشق کے نزدیک ہے، منافق کے نزدیک نہیں ہے، فاسق کے نزدیک نہیں ہے۔ اللہ کے کعبہ کا ایک ایک ذرّہ محترم ہے، مدینے پاک کی گلیوں کا ایک ایک ذرّہ محترم ہے لیکن کس کے لیے؟ جو اللہ اور رسول کے عاشق ہیں جبکہ کافر، مشرک، یہودی اور منافق اس بات کو کیا جانیں، انہیں کیا پتہ کہ یہاں کیا چیز ہے۔ مولانا رومی کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے کہ ہمیں اللہ والوں کی محبت،

بیت اللہ کی محبت، مدینے پاک کی محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، شیخ کی محبت اور استاد کا ادب سکھا رہے ہیں کہ دیکھو اپنے بڑوں کا ادب ایسے کرنا چاہیے ۔

آں سگے کو گشت در کویش مقیم

تو مولانا رومی بزبانِ مجنوں فرماتے ہیں کہ جو کتا میری لیلیٰ کی گلی میں مقیم ہے تو بڑے بڑے شیروں کی عظمت سے مجھے اپنے محبوب کی گلی کے کتے کے پیر کی خاک افضل معلوم ہوتی ہے۔ تو کتے کو ایسی کیا نسبت حاصل ہے کہ وہ مجنوں کو شیر سے افضل معلوم ہو رہا ہے؟ اسے یہ نسبت حاصل ہے کہ وہ لیلیٰ کی گلی کا رہنے والا ہے۔ اب سوچ لو کہ ہمیں اپنے مولیٰ سے کیسی محبت ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت لیلیٰ کی محبت سے کم کیسے ہو سکتی ہے

مولیٰ کی محبت کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ لیلیٰ کی محبت سے سمجھا رہے ہیں، مردہ سے زندہ حقیقی تک لے جا رہے ہیں، مجاز سے حقیقت کی طرف لے جا رہے ہیں، یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کمال ہے، وہ مثالوں کے بادشاہ ہیں، مثالوں سے بات ایسے سمجھاتے ہیں جیسے چھوٹے بچے کو لڈو دے کر مدرسے بھیجا جاتا ہے۔ آپ بتایئے کیا مدرسے کا علم اور لڈو کی قیمت برابر ہے؟ اگر بچہ کو آٹھ آنے کی ایک ٹافی دی جائے کہ نورانی قاعدہ پڑھ آؤ تو کیا ایک ٹافی اور قاعدہ کا علم برابر ہو جائیں گے؟ تو یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا کمال ہے کہ حسنِ لیلیٰ کو پیش کر کے مولیٰ سے ملاتے ہیں، حسنِ لیلیٰ کی ٹافی دِکھا کر لذتِ وصلِ مولیٰ دِلاتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ آج کل کے لوگ رومانٹک قسم کے ہیں، رومانٹک کے بحر اٹلانٹک میں غرق ہیں اس لیے ان کو نکالنے کے لیے ٹافیاں دکھاتے ہیں لیکن جب مولیٰ سے ملا دیتے ہیں تو پھر اسے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔ تو مولانا فرماتے ہیں ۔

عشقِ مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

مولیٰ کی محبت لیلیٰ کی محبت سے کیسے کم ہو سکتی ہے؟ مولانا فرماتے ہیں کہ ایک دن مجنون دریا کے کنارے ریت پر اپنی انگلیوں سے لیلیٰ لیلیٰ لکھ رہا تھا، وہاں سے ایک مسافر کا گذر ہوا، اس نے دیکھا کہ مجنوں پاگلوں کی طرح ریت پر کچھ لکھ رہا ہے، تو اس نے پوچھا ۔

گفت اے مجنوں شد چیست ایں

می نویسی نامہ بہرِ کیست ایں

اے عاشق! اے مجنوں! یہ کیا کر رہے ہو؟ تم یہ خط کس کو لکھ رہے ہو؟ ۔

ریگ کاغذ بود انگشتہ قلم

کہ ریت کو کاغذ اور انگلی کو قلم بنا رکھا ہے۔ تو مجنوں نے جواب دیا کہ بتاؤں میں کیا کر رہا ہوں؟ ۔

گفت مشقِ نامِ لیلیٰ می کنم

خاطرِ خود را تسلی می دہم

میں لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں کیوں کہ جب میں لیلیٰ کو نہیں دیکھ پاتا تو اس کے نام کی مشق کر کے خود کو تسلی دیتا رہتا ہوں۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم مولیٰ کو دیکھ نہیں سکتے تو اس کے نام کا ذکر کرو، اللہ اللہ کرو کیونکہ لیلیٰ کی مثل ہزاروں ہیں لیکن میرے مولیٰ کا کوئی مثل نہیں۔ دنیا میں ہزاروں ایسی لیلیٰ پڑی ہوئی ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں لیکن میرے مولیٰ کا کوئی مثل نہیں ہے۔ اللہ پاک سورۂ اخلاص میں فرماتے ہیں وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، اللہ تعالیٰ کا کوئی برابری کرنے والا ساجھی نہیں ہے۔ کہاں مردہ اور کہاں اللہ؟

عشقِ مجازی پر مرنے والا ندامت کے آنسو روتا ہے

اگر مجنوں لیلیٰ کی قبر کو تین چار دن کے بعد یا آٹھ دس دن کے بعد کھول کر دیکھتا تو اپنے عشقِ لیلیٰ پر اتنا روتا کہ آنسو خشک ہو جاتے اور آنکھوں سے خون بہتا اور کہتا کہ ہائے میں نے زندگی کو ضائع کر دیا، اس پر ندامت طاری ہو جاتی۔ جسم کی محبت اور صورتوں کی محبت ہمیشہ ندامت پیدا

کرتی ہے کیونکہ یہ بگڑنے والی شکلیں ہیں، یہ شکلیں یکساں رہنے والی نہیں ہیں، بچپن میں شکل اور ہوتی ہے، جوانی میں اور بڑھاپے میں اور۔ جغرافیہ بدلتا ہے تو عشق کی تاریخ بھی بدل جاتی ہے ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

مرنے کے بعد عشق کی تاریخ بدل جاتی ہے، اگر ہم لوگ ان حسینوں کو قبروں میں دیکھیں تو دیوانِ غالب کو دفن کر دیا جائے جیسے غالب نے کہا تھا ؎

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

قبر میں دیکھو کہ وہ پنکھڑی کیا ہوئی۔ یہ حسنِ فانی سب دھوکہ ہے۔

فانی صورتوں پر مرنے والا خدا سے محروم رہتا ہے

تو دوستو! میں عرض کر رہا ہوں کہ صورتوں سے دل مت لگاؤ، جو شخص صورتوں کے چکر میں آیا اللہ سے محروم ہوا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جیسے چودھویں کے چاند کا عکس دریا میں پڑ رہا ہو اور کوئی بے وقوف کہے کہ ارے بھائی! سنتے ہیں کہ چاند تو ڈھائی لاکھ میل دور ہے، اب ڈھائی لاکھ میل دور کون جائے، یہاں تو چاند خود دریا میں آ گیا ہے اور وہ شخص تیرنا بھی جانتا ہو تو اگر وہ چاند کو حاصل کرنے کے لیے ایک جست لگائے تو چاند کا عکس بھی جاتا رہے گا اور اصل سے بھی محروم رہے گا کیونکہ اس نے عکس سے دل لگایا ہے۔ جب دریا کا پانی ہلنے لگا اور نیچے کی مٹی اوپر آ گئی اور دریا کا پانی مٹی سے گدلا ہو گیا تو عکس بھی غائب ہو گیا کیونکہ عکس ہمیشہ آبِ مصفّٰی یعنی صاف پانی پر ظاہر ہوتا ہے، تو جب اس کے پیروں کی ایڑیوں سے دریا کی زمین کی مٹی اوپر آئی اور پانی گدلا ہوا تو چاند کا عکس غائب ہو گیا، چونکہ نظر بر عکس ہو گئی تھی یعنی اوپر کے بجائے نیچے ہو گئی تھی لہٰذا اصل بھی غائب ہو گیا۔ نہ وصالِ صنم اور نہ وصالِ خدا کچھ بھی نہ پایا، زندگی غارت ہو گئی۔ اس لیے صورتوں کو

مت دیکھو، یہ ان کے مالک کے حسن کا تھوڑا تھوڑا سا عکس ہے۔ اُدھر دیکھو بھی مت، اوپر دیکھو جو اصل ہے، ان شاء اللہ وہاں پہنچ کر ساری نعمتیں مل جائیں گی۔

اختر آج ساٹھ برس سے اوپر کا ہوچکا ہے، اپنی ساری زندگی کا تجربہ بتارہا ہوں، میں طبیہ کالج میں اٹھارہ سال میں حکیم ہوگیا تھا، ساری زندگی ایسے مریضوں سے ملا ہوں جن کو نیند کم آتی تھی اور رومانٹک دنیا سے بہت مناسبت تھی یعنی شکارِ عشق مجازی تھے اور کہتے تھے کہ معشوقوں کی یاد میں دل تڑپ رہا ہے۔ میں ایسے لوگوں کی باتوں کو بہت غور سے سنتا ہوں، اتنی محبت و شفقت مجھے کسی مریض سے نہیں ہوتی جتنی حسن و عشق کے ایکسیڈنٹ کے مریض سے ہوتی ہے، میں ان کی مرہم پٹی کی دل و جان سے کوشش کرتا ہوں۔ اب آپ پوچھیں گے کہ کیوں؟ اس لیے کہ ان کے اندر پیٹرول یعنی محبت کا مادّہ تھا جو غلط استعمال ہوگیا، اب اس غلط استعمال کو ہم صحیح جگہ استعمال میں لارہے ہیں، محبت کے صحیح استعمال سے یعنی دنیاوی حسینوں کی محبت کی بجائے جب یہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے مشرف ہوجائے گا تو ولی اللہ ہوجائے گا۔

اللہ والے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کردیتے ہیں

اگر مجنوں کو شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مل جاتی جس نے مولانا رومی کو ولی اللہ بنایا تھا تو مجنوں بھی بہت بڑا ولی اللہ ہوتا۔ افسوس کہ اس کو کوئی شمس الدین تبریزی نہ ملا جو اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کردیتا لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہر زمانے میں شمس الدین تبریزی موجود ہوتے ہیں بس ان کو پہچاننے والی نظر ہونی چاہیے۔ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ شمس الدین تبریزی پیدا کرتا ہے جو دنیا والوں کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کردیتا ہے کیونکہ محبت کا مادّہ تو وہی ہے، محبت کی اسٹیم تو وہی ہے، جیسے کار کے انجن میں پیٹرول ہے تو جس پیٹرول سے وہ کار مسجد آسکتی ہے اسی پیٹرول سے وہ سینما اور کسی غلط اڈّے پر بھی جاسکتی ہے۔ تو ہم پیٹرول کو کیوں بُرا کہیں، ہم محبت کو کیوں بُرا کہیں، ہم تو اس کے غلط استعمال کو بُرا کہتے ہیں۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے خلیفہ تھے، ڈپٹی کلکٹر اور بہت بڑے شاعر بھی تھے، شکل وصورت کے بہت حسین و جمیل تھے، بڑا المباقد تھا، جہاں بیٹھتے تھے خواجہ صاحب ہی خواجہ صاحب نظر آتے تھے۔ خواجہ صاحب کی اپنے شیخ کے عشق میں عجیب حالت تھی۔ ایک مرتبہ اعظم گڈھ میں حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ خلیفہ بیٹھے تھے، شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شاہ وصی اللہ صاحب اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم اور خود خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ میں بھی اس مجلس میں تھا، خواجہ صاحب گفتگو کرتے تھے، دین کی باتیں سناتے تھے اور سارے علماء سنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امیر مجلس اس مسٹر کو بنایا تھا جس نے تھانہ بھون جاکر اپنی مسٹر کی ٹَر نکال دی تھی یعنی اپنے نفس کو مٹایا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ خواجہ صاحب کانپور میں ڈپٹی کلکٹر تھے لیکن وہاں سے تھانہ بھون حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کانپور تشریف لے گئے اور کچھ دن قیام کے بعد واپس جانے لگے تو خواجہ صاحب حضرت تھانوی کی جدائی کے صدمہ سے رونے لگے۔

عشق کا مادّہ اللہ پر فدا کرو

تو شیخ کی ایسی محبت ہونی چاہیے، لیکن یہ محبت لیلیٰ پر ضائع ہوجاتی ہے، اگر یہی محبت مرشد پر، اللہ تعالیٰ پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوجائے تو یہ محبت جنت میں لے جائے گی۔ پیٹرول کو کیوں برا کہتے ہیں؟ پیٹرول کا صحیح استعمال کیجیے۔ جب ہوائی جہاز پر بیٹھتے ہیں تو پیٹرول ہی تو منزل تک لے جاتا ہے، اس ہوائی جہاز سے ہم جدہ جاتے ہیں جہاں سے ایک گھنٹے کے فاصلہ پر مکہ مکرمہ جاکر طواف کرسکتے ہیں اور اسی جہاز پر بیٹھ کر بنارس کے مندر میں بھی جاسکتے ہیں۔ تو جو جہاز ہمیں بنارس کے مندر میں لے جاسکتا ہے وہی جہاز ہمیں کعبہ بھی لے جاسکتا ہے، پیٹرول تو وہی ہے، پیٹرول کو برا

مت کہیے، طریقۂ استعمال صحیح کر لیجیے تو یہی زندگی جو گناہوں میں ضائع ہوسکتی ہے یہی زندگی خدائے تعالیٰ کی محبت سے ولی اللہ بھی بنا سکتی ہے۔

جس دن سانس نکلے گی تب پچھتاؤ گے لیکن پھر پچھتانے سے کیا ہوتا ہے، اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئی کھیت۔ جب زندگی کے دن ختم ہوجائیں گے پھر پچھتانا پڑے گا۔ اس لیے دوستو! محبت والے مریضوں کو میں نے ہمیشہ عزت سے دیکھا ہے، چاہے وہ کسی کی محبت میں مبتلا ہوں کیونکہ مجھے ان کی پیٹرول کی ٹنکی فل نظر آتی ہے، مجھے اطمینان ہوتا ہے کہ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آجائے گی تو یہ منٹوں میں اس مقام پر پہنچے گا جہاں خشک قسم کے لوگ رینگ رینگ کر پہنچتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بیک جذب مجذوب تا بام پہنچا

جو سالک ہیں آئیں وہ زینہ بزینہ

اللہ تعالیٰ کی محبت اور آہ میں وہ طاقت ہے کہ سو برس کا راستہ ایک سیکنڈ میں طے ہوجاتا ہے، ایک آہ نکلتی ہے اور آسمانوں کو عبور کرتی ہوئی عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

میرا پیام کہہ دیا جاکے مکاں سے لامکاں

اے مری آہِ بے نوا تو نے کمال کردیا

دیکھو! میری شاعری میرا دردِ دل ہے، دل کے درد سے شعر بنتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

چھپاتی رہیں رازِ غم چپکے چپکے

میری آہیں نغموں کے سانچے میں ڈھل کے

دل سے جو آہ نکلتی ہے وہ شعر کے قالب میں ڈھل جاتی ہے۔

عاشق کی آہ اور فاسق کی باہ میں کیا فرق ہے؟

عاشق کی آہ اللہ تعالیٰ تک لے جاتی ہے اور فاسق کی باہ یعنی قوتِ شہوت اس کو جاہ تک لے جاتی ہے اور کنویں میں گرا دیتی ہے۔ مؤمن کی آہ اللہ تک لے جاتی ہے اور گنہگار کی باہ، قوتِ مردانگی اور شہوتوں اور گناہوں کے تقاضے اس کو چاہ تک لے جاتے ہیں، چاہ کے معنی ہیں کنواں، وہ کنویں میں گر گئے، گٹر میں گر گئے، گندی جگہ پر پڑے ہوئے ہیں، فسق و فجور کی لعنت میں مبتلا ہیں، لہٰذا اگر چاہتے ہو کہ ہماری سانس اللہ تعالیٰ کی راہ میں قبول ہو، خدائے تعالیٰ کی یاد میں قبول ہو تو اس کے لیے کسی اللہ والے کے پاس حاضر ہو کیونکہ ہماری یہ سانس بہت قیمتی ہے۔

غیر صحبت یافتہ لوگوں سے بیعت نہ ہوں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم کچھ دیر خدا کے پاس بیٹھو تو

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا

گو نشیند با حضورِ اولیاء

یہ مولانا روم ہیں، میں مثنوی کا شعر پیش کر رہا ہوں کہ جس کا دل چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے تو اس سے کہہ دو کہ کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھ جائے، اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنا گویا کہ خدا کے پاس بیٹھنا ہے کیونکہ ان کے قلب میں اللہ ہے، انہیں نسبت مع اللہ حاصل ہے، دنیا میں جتنے ولی ہوئے ہیں سب کسی نہ کسی ولی کی محبت سے ولی ہوئے ہیں۔ دنیا میں کوئی چراغ نہیں جلتا مگر دوسرے چراغ سے، چراغ سے چراغ جلتے ہیں۔ کوئی چراغ بہت ہی قیمتی ہو، سونے کا ہو بلکہ جواہرات و موتی کا ہو، کروڑ روپے کا ایک چراغ ہو لیکن اس کے پاس دوسرا جلتا ہوا چراغ نہ ہو تو وہ جل نہیں سکتا، وہ اپنے تیل و بتی کی قیمت کے باوجود ظلمت اور اندھیرے میں رہے گا، خود بھی اندھیروں میں رہے گا اور دوسروں کو بھی اندھیروں میں رکھے گا لیکن جو کسی ولی اللہ کی محبت میں، اللہ کی محبت کے چراغ والوں کے پاس بیٹھ جائے گا تو پھر چراغ سے چراغ جل جاتا ہے۔ کسی سے پوچھ لیں کہ فلاں اللہ والے جو ہیں انہوں نے کس کی صحبت اُٹھائی ہے؟ عقلمند انسان پہلے پوچھتا ہے، تحقیق کرتا ہے اور بے وقوف

آدمی اُس کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلیتا ہے جو خود کسی سے بیعت نہ ہو، بے وقوف آدمی اس کو بھی مربّی بنالیتا ہے جو خود کسی کا مربّہ نہ ہو یعنی خود کسی سے تربیت نہیں کرائی اور جا کر مسند پر بیٹھ گیا۔

کسی کے چند الفاظ سن کر اس کا معتقد ہو جانا کہ صاحب کیا بیان کرتے ہیں، کیا شعر پڑھتے ہیں محض حماقت ہے، جس سے بیعت ہونے کا ارادہ ہو پہلے اس کے متعلق پوچھو کہ اس نے بھی کسی سے تربیت کرائی ہے یا نہیں، کسی کو استاد بنانے سے پہلے پوچھو کہ وہ بھی کسی کا شاگرد رہا ہے یا نہیں؟ کسی کو بابا مت بناؤ جب تک کہ اس کا بابا نہ معلوم کرلو، لَاتَأْخُذُهٗ بَابَا مَنْ لَّا بَابَا لَهٗ، اس کو ہرگز بابا مت بناؤ جس کا آگے کوئی بابا نہ ہو۔

بندہ کی آہ میں اور اللہ میں قرب کا کیا تعلق ہے؟

میں ایک شعر سنانا چاہ رہا تھا لیکن کبھی کبھار ریل کا کانٹا بدل جاتا ہے اور وہ اِدھر اُدھر چلی جاتی ہے لہٰذا دوستوں کا فرض ہے کہ وہ یاد دلائیں کہ کون سا مضمون پورا ہونے سے رہ گیا ہے۔ تو میں اپنا ایک شعر عرض کر رہا تھا کہ ؎

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہِ بے نوا تو نے کمال کر دیا

لامکان اللہ تعالیٰ کا مکان ہوتا ہے جسے عالم جبروت، عالم ملکوت، عالم لاہوت کہتے ہیں۔ اور اگرچہ آہ کمزور ہے، بندے کے منہ سے نکلتی ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس پر کوئی دربان نہیں ہے، کوئی چوکی دار اور پاسباں نہیں ہے۔ بندہ کی آہ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے جا کر ملتی ہے۔ آہ کہیے اور اللہ کہیے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میرے اللہ نے ہماری آہ کو اپنے نام کے اندر رکھا ہوا ہے۔ آہ اور اللہ، اللہ میں آہ ہے، تو دونوں میں کتنا قرب ہے، یہی دلیل ہے کہ ہمارا اللہ وہی ہے جس نے ہماری آہ کو اپنے ساتھ لیا ہوا ہے بلکہ ہمیں آہ پر تخلیق کیا ہے، آہ کے تلفظ پر پیدا کیا ہے تاکہ بندے کسی غم میں اللہ کہیں تو میرے نام میں اپنی آہ کو شامل پائیں۔

صحبتِ اہل اللہ کی برکات

یہاں بہت سے ایسے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مجھ کو اپنے شیخ کے ساتھ دیکھا ہے، یہاں ایسے لوگ بیٹھے ہیں جنہوں نے میرے شیخ کا زمانہ پایا ہے۔ اختر خود کچھ نہیں ہے لیکن یہ سب انہیں بزرگوں کی نسبت کا صدقہ ہے، میں کچھ نہیں ہوں، یہ آپ کا اجتماع، آپ کا محبت سے آنا انہیں بزرگوں کی نسبت کا صدقہ ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ مفسر تفسیر موضح القرآن مسجد فتح پور دہلی میں تین چار گھنٹے عبادت کے بعد نکلے، باہر ایک کتّا بیٹھا تھا، اس پر نظر پڑ گئی، وہ کتّا دہلی میں جدھر جاتا تھا سارے کتّے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں لکھ رہے ہیں کہ وہ کتّا جہاں جاتا تھا دہلی کے سارے کتّے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے۔ اللہ والے کی ایک نظر سے اس کا یہ حال ہو گیا تھا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو بیان کر کے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ آہ! جن کی نگاہوں سے جانور محروم نہیں رہتے ان کی نگاہوں سے انسان کیسے محروم رہے گا۔

کتابیں تو ہم سے زیادہ پڑھنے پڑھانے والے موجود ہیں لیکن اختر پر شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی، شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اور شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم جیسے بزرگوں کی نگاہیں پڑی ہیں۔ بنگلہ دیش کے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان سے پوچھو کہ جب میں ڈھاکہ جاتا ہوں تو ایئر پورٹ پر لوگ کس قدر بڑی تعداد میں محبت سے ملتے ہیں۔ اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ نسبت کا اثر ہوتا ہے اور اسی سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نسبت کی بات کر رہے ہیں کہ دیکھو! مجنوں سے محبت کرنا سیکھو کہ وہ ظالم ایک کتّے کے بارے میں کہہ رہا ہے ؎

آں سگے کو گشت در کویش مقیم
خاکِ پایش بہ ز شیرانِ عظیم

جو کتّا میرے محبوب کی گلی میں رہتا ہے اس کے پیر کی خاک بڑے بڑے شیروں سے افضل ہے اور

آں سگے کہ باشد اندر کوئے او

من باشیراں کہ دہم یک موئے او

وہ کتا جو میری لیلیٰ کی گلی میں رہتا ہے، اس کی قیمت میری نگاہ میں اس قدر ہے کہ میں شیروں کے عوض بھی اس کتے کا ایک بال کسی کو نہیں دے سکتا۔

مرید پر شیخ کے دیگر خادموں کا بھی احترام لازم ہے

الحمد للہ! میں نے اپنے شیخ کے نوکروں کی بھی خدمت کی ہے۔ شاہ عبد الغنی صاحب کے یہاں جو نوکر تھے وہ بالکل جاہل مطلق تھے لیکن میں نے کبھی کسی سے لڑائی نہیں کی، ہمیشہ شیخ کے ایک ایک فرد کا اکرام کیا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مجھے ہر شخص ہی محترم نظر آتا تھا کیونکہ وہ جیسا بھی تھا اُس کو میرے شیخ سے نسبت حاصل تھی۔

ایک مرتبہ تھانہ بھون سے ایک بھنگی نانوتہ گیا۔ حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ میرے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قصبہ سے ایک بھنگی آیا ہے، جلدی سے چارپائی بچھا کر اس بھنگی کے لیے چادر بچھائی۔ بعض شاگردوں نے اعتراض کیا کہ آپ بھنگی کے لیے چادر بچھاتے ہیں، کہا کہ میں بھنگی کے لیے نہیں بچھاتا اس نسبت سے بچھاتا ہوں کہ یہ میرے شیخ کے قصبہ تھانہ بھون سے آیا ہے۔

دوستو! میں یہ کہتا ہوں کہ محبت والے سے زیادہ شکایت ہوتی ہے جو محبت کا نام لیتے رہتے ہیں اور پھر بھی محبت کے آداب میں کوتاہی کرتے ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے کہ شیراں مر سگانش را غلام

بہت سے شیر لیلیٰ کی محبت میں اس کی گلی کے کتے کے غلام ہو گئے۔

نالائق مرید کی علامات

لیکن بعض نالائقوں کو شیطان اپنے شیخ کے متعلق یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ کیسے پیر ہیں، ہر ایک کے سامنے ہم کو جھکاتے ہیں، کم عمر والوں کے سامنے جھکاتے ہیں، ہم بڑے عالم و حافظ ہیں اور پیر صاحب ہمیں ڈانٹ رہے ہیں کہ تم نے میرے باورچی کو کیوں ڈانٹا، اسے کیوں بُرا بھلا کہا، اب کہاں باورچی اور کہاں میں عالم اور حافظ، یہ سب شیطانی وسوسہ ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تجھ کو شیخ سے محبت ہے۔

اے کہ شیر اں مر سگانش را غلام

اے دنیا والو سن لو! بہت سے شیر اپنے محبوب کی گلی کے کتّے کے غلام ہو گئے۔ کہاں شیر کی یہ طاقت کہ اگر دھاڑ دے تو کتّا مر جائے، شیر کی آواز اتنی ہیبت ناک ہوتی ہے کہ کتّے کا اسی وقت ہارٹ فیل ہو جائے لیکن شیر اس کے پیچھے پیچھے دُم ہلا رہا ہے کہ میرے محبوب کی گلی کا کتّا ہے۔

تم نے کیا محبت کا نام لیا ہوا ہے کہ شیخ کے خادموں سے، شیخ کے مہمانوں سے، شیخ کے لوگوں سے لڑتے ہو اور نام محبت کا لیتے ہو، ایسے لوگوں کو ڈوب مرنا چاہیے۔ سبق تو یہ سیکھنا چاہیے کہ شیخ کی خانقاہ والے اگر بیمار ہو جائیں تو تم ان کا پاخانہ اُٹھانے کی بھی نیت رکھو، ان کے لیے دوا بھی لاؤ، اپنی شفقت و محبت کو ان پر فدا بھی کرو لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں ہوتا، جب تک خدائے تعالیٰ کے فضل و رحمت کا سایہ نہیں ہوتا عقل میں نور نہیں آتا اور نور اس لیے نہیں آتا کہ فسق و فجور کی عادتیں ہیں۔

جب تک غیر اللہ دل سے نہیں نکلتا، انسان بد نظری سے توبہ نہیں کرتا یا دل میں حسینوں کے گندے گندے خیال پکاتا رہتا ہے تو اس کے دل میں اللہ کا نور نہیں آتا۔ قلب و دماغ کا راستہ جتنا اچھا ہو گا اس کی عقل و سوچ بھی اتنی اچھی ہو گی، دونوں کا ایک دوسرے سے سے ہاٹ لائن پر رابطہ رہتا ہے، لہٰذا جتنا عمدہ دل ہو گا، جتنا غیر اللہ سے پاک دل ہو گا اتنی ہی اس کی عقل و سوچ میں اور اس

کے دماغ میں اچھی اچھی باتیں آئیں گی اور دل جتنا زیادہ مُردوں کی محبت سے گندا ہو گا، اس کی عقل بھی مُردہ ہو گی۔

وہ ہرن جس کی ناف میں ایک لاکھ کا مشک بھرا ہوا ہے، وہ سوتا ہی نہیں، ماہرینِ حیوانات کہتے ہیں کہ جس ہرن کے نافے میں مشک ہوتا ہے وہ سوتا نہیں ہے کیونکہ ڈرتا ہے کہ کوئی شکاری آکر میرا ایک لاکھ کا مشک لے جائے گا، وہ کھڑا رہتا ہے، کھڑے کھڑے سوتا ہے اور اِدھر اُدھر دیکھتا بھی رہتا ہے۔ اور جس کے نافے میں مشک نہیں ہوتا وہ خراٹا مار کر بے فکر سوتا رہتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ میرے نافے میں مشک نہیں ہے لید ہے، میری لید سونگھنے کون آئے گا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ دو ہرن پالیں، دونوں ہرن کو ایک ہی غذا دیں، ایک ہی قسم کی گھاس خرید کر دیں، وہی گھاس، وہی چنا، وہی دانہ، وہی چیز دونوں کو دے رہے ہیں لیکن ایک ہرن صرف لید کرتا ہے، گھاس اس کے پیٹ میں پاخانہ بناتی ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی گھاس سے اپنی ناف میں مشک بناتا ہے۔ حکم اوپر سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک پتھر ہے جو پانچ سے دس روپیہ سیر گدھا گاڑی پر بکتا ہے اور ایک پتھر لعل ہے جو لاکھوں روپے میں بکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو حکم دیا کہ اے آفتاب! اپنی شعاؤں سے، میرے حکم سے ان ذرّات کو سرخ بناؤ۔ اب جناب ڈھائی ہزار میل دور کوہ ہمالیہ پہاڑ میں لعل پھیلا ہوا ہے۔ جہاں چالیس پچاس روپیہ میں روڑیاں پتھر بک رہے ہیں، وہیں لاکھوں روپے کا ایک لعل بک رہا ہے لیکن لعل خود سے نہیں بنتا، بنایا جاتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اے اللہ! ہمارے قلب کو لعل بنا دیجیے۔

شیخ کا دل مثل آفتاب کے ہوتا ہے، یہ سورج تو دنیا والوں کے لیے ہے، اللہ والوں کا سورج دل ہوتا ہے، وہ اللہ کی ہدایت کا سورج ہوتا ہے، اگر صحیح عقیدت اور صحیح محبت اور اخلاص اور مروّت سے کسی اللہ والے کے سامنے بیٹھو گے تو اس کے دل کا آفتاب آہستہ آہستہ ہمارے دلوں کو لعل بنا دے گا۔

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

نیک اعمال کو گناہوں سے آلودہ نہ کیجیے

دوستو! یہ عرض کر رہا ہوں کہ میری ڈھاکہ کی سیٹ بک ہے، ہر سال اہلِ بنگلہ دیش ازراہِ محبت مجھے بلاتے ہیں اور اتنی محبت سے میری باتیں سنتے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتا۔ بعض اوقات تو کہتے ہیں آپ یہاں چھ مہینے رہیے، ان کا جی نہیں بھرتا، کہتے ہیں سال میں تین دفعہ آیئے، اتنی محبت کرتے ہیں لیکن میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے نہیں جاتا۔ اگر اللہ میری ایک آہ بھی قبول فرمالے، اگر میری ایک آہ بھی آپ کے دل میں اُتر جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اور آپ کو بھی اپنا ولی اللہ بنالے تو سمجھ لو کہ میری تقریر کامیاب ہے۔ سیپ منہ پھیلائے ہوئے ہے، بس پانی کا ایک قطرہ اس کے منہ میں چلا جائے اور موتی بن جائے۔ یوں تو ہزاروں ٹن بارش ہوتی ہے لیکن سب قطرے موتی نہیں بنتے لہٰذا آپ محبت سے اپنے دل کا منہ کھولے ہوئے اللہ سے کہیں کہ یااللہ! میرے اس مربّی کی باتوں کو میرے دل میں اپنی محبت کی نسبت کا موتی بنادیں، مجھے اللہ والا بنادیں۔ معاملہ آپ کی طلب پر ہے۔ اگر انسان پہلے ہی سے یہ نیت رکھے کہ چلو خانقاہ میں جاکر تھوڑی سی بات سن لیں، تھوڑی سی اللہ کی محبت لے آئیں لیکن تھوڑا تھوڑا وی سی آر بھی دیکھ لیں، حسینوں کے بھی چکر لگالیں تو مردہ زندہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ زندہ حقیقی کی غیرت یعنی اللہ تعالیٰ کی غیرت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ جس دل میں مردے گھسے ہوئے ہوں اور مرنے والے حسینوں کی محبت گھسی ہوئی ہو اسے اللہ تعالیٰ کی نسبتِ خاص نصیب ہوجائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کلمہ میں لا الٰہ پہلے نازل کیا کہ پہلے مُردوں کو دل سے نکالو، پھر تمہارے قلب کی فیلڈ اور قلب کا میدان اس قابل ہوگا کہ میں زندہ حقیقی اس میں آسکوں۔

در دلِ مؤمن بگنجیدیم چو ضیف

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ میں آسمانوں میں اور زمینوں میں نہیں سماسکتا لیکن مثل مہمان کے مؤمن کے دل میں سماجاتا ہوں۔

سچا مرید وہی ہے جو ذکر اللہ کا التزام رکھے

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ تقریر سنانے والے کو، تقریر سننے والوں کو اور تصنیف کرنے والوں کو اللہ نہیں ملتا، اللہ تعالیٰ کے کچھ اصول و شرائط ہیں جن پر عمل کرنے سے اللہ ملتا ہے، جس میں بڑی شرط ترکِ معصیت یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا چھوڑنا ہے۔ ہم سے گناہوں کے کنکر پتھر کیوں نہیں چھوڑے جاتے؟ سوچیں کہ گناہ کی کیا قیمت ہے؟ کیا گناہ کی کوئی قیمت ہے؟ جو چیز ہمیں پٹوادے، جوتے برسوادے، اللہ کے غضب سے پالا پڑوادے یہ چیز کوئی قیمت رکھتی ہے؟ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ کام تو ذکر ہی سے بنے گا۔ خواجہ صاحب کے اشعار ہیں ؎

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب تک ذکر نہیں کروگے، خالی باتیں سنوگے تو اس سے کچھ کام نہیں بنے ہوگا کیونکہ ذکر ہی ذاکر کو مذکور تک پہنچاتا ہے یعنی ذکر کرنے والا جس کو یاد کر رہا ہے ذکر اسے اس کے محبوب تک لے جائے گا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مرکبِ توبہ عجائب مرکب است
تا فلک تازد بیک لحظہ ز پست

توبہ اور آہ اتنی زبردست اور تیز سواری ہے کہ آج تک ایسا کوئی ہوائی جہاز تیار نہیں ہوا کہ جس وقت ہم نے توبہ کی اسی وقت توبہ کا جہاز ہماری آہ کو اُڑا کر عرش تک لے گیا۔ گٹر لائنوں، پستیوں اور گندی حالت سے توبہ کی برکت سے توبہ کا جہاز بندہ کو عرشِ اعظم تک لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ میں توبہ کرنے والے کو صرف معاف نہیں

کرتا بلکہ اس کا پیار بھی لے لیتا ہوں، اس کو اپنا محبوب بھی بنالیتا ہوں۔ دنیا والے تو صرف معاف کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ معاف کرنے کے بعد اس کو اپنا پیارا بھی بنالیتے ہیں۔ دیکھا آپ نے توبہ کی برکت۔ دو رکعات صلوٰۃ توبہ پڑھ کر بالغ ہونے کے وقت سے لے کر آج تک کے گناہوں سے معافی مانگئیے کہ اے خدا! ہم جب سے بالغ ہوئے ہیں، شریعت کے احکام کے مکلف ہوئے ہیں، ہمارے کانوں سے گانا سننے کے گناہ، آنکھوں سے نامحرم عورتوں کو دیکھنے کے گناہ، زبان سے غیبت سننے کے گناہ، دل میں گندے خیالات پکانے کے گناہ غرض سر سے پیر تک کے ہمارے سارے گناہوں کو معاف فرمادیجیے اور ہمیں تمام گناہوں سے حفاظت نصیب فرمادیجیے، ترکِ گناہ کی توفیق دے دیجیے۔ گناہوں سے معافی مانگنے کے بعد اب ذکر شروع کریں۔ جب آپ عطر لگاتے ہیں تو پہلے کپڑے دھوتے ہیں یا نہیں؟ پہلے میلے کپڑے بدلتے ہیں یا نہیں؟ یا میلے کپڑوں پر عطر لگاتے ہیں؟ بس اسی طرح اللہ کا نام لینے سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ توبہ پڑھ کر روح کو دھو لیجیے، روح کو غسل دیجیے۔ سر پر ایک لاکھ سمندر کا پانی ڈال لو اس سے روح پاک نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے سامنے ندامت اور اشک بار آنکھوں سے توبہ نہ کرلو، اگر اشک باری نصیب نہ ہو، رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو۔ تو دو رکعات صلوٰۃ توبہ پڑھ کر پانچ سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں، پچیس منٹ میں ذکر پورا ہو جائے گا اور پانچ مہینے میں پچھتر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر ہو جائے گا۔

ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنے کی فضیلت

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں الشیخ محیّ الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا غُفِرَ لَہٗ[۵]

جس شخص نے ستّر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا، اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

---

[۵] مرقاۃ المفاتیح ۳/۲۰۰، باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

اور اس حدیث سے اُن کا یہ استنباط نقل فرمایا ہے کہ:

وَمَنْ قِیْلَ لَہٗ غُفِرَ لَہٗ اَیْضاً [۲]

اور اگر کسی کو پڑھ کر ایصال ثواب کر دیا جائے تو اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

اور دلیل میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ اُن کی خدمت میں ایک جوان آیا جو ولی اللہ تھا، کَانَ مَشْھُوْرًا بِاَنَّکَ شْفِ، اس کا کشف مشہور تھا، اس نے اچانک رونا شروع کر دیا۔ شیخ ابن عربی نے پوچھا مَا حَضَرَ بُکَاءٍ، اے جوان کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا اِنِّیْ اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ، میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فَوَھَبْتُ لِاُمِّہٖ، میں نے اس کی ماں کو ستر ہزار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ثواب ہدیہ کر دیا اور دل میں اللہ سے بات کی کہ اے اللہ! یہ جو میں نے ستر ہزار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھا ہے اور ابھی تک کسی کو ایصالِ ثواب نہیں کیا یہ اس جوان اللہ والے کی ماں کو عطا کر دے۔ فَضَحِکَ الشَّابُّ، بس وہ جوان ہنسا حالانکہ شیخ کی زبان بھی ہلی نہیں تھی، دل میں اللہ تعالیٰ سے سودا کیا تھا لیکن چونکہ اس جوان کا کشف بہت مشہور تھا تو وہ فوراً ہنسا۔ شیخ نے پوچھا مَا ھٰذَا الضِّحْکُ، کیوں ہنستے ہو؟ اس نے کہا اِنِّیْ اَرٰی اُمِّیْ فِیْ حُسْنِ الْمَآبِ، میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ فرماتے ہیں فَعَلِمْتُ صِحَّۃَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ بِصِحَّۃِ کَشْفِہٖ وَصِحَّۃَ کَشْفِہٖ بِصِحَّۃِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ، [۷] میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے دیکھ لیا، حدیث پر یقین تو پہلے ہی تھا لیکن اب اور بڑھ گیا۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ زندگی چند دن کی ہے۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

---

[۲] مرقاۃ المفاتیح ۳/۲۰۰، باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ
[۷] ایضاً

توروزانہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی پانچ تسبیح پڑھ لیجیے، یہ پچیس منٹ میں پوری ہوجائیں گی درمیان میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھ لیجیے اور جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ شروع کیجیے تو یہ مراقبہ کیجیے کہ میری لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عرشِ اعظم تک جارہی ہے کیونکہ بشارت دینے والے سیّد الانبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں جو صادق المصدوق ہیں، اصدق القائلین ہیں، ان سے بڑھ کر کون سچا ہوگا؟ ان کی بشارت ہے کہ جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھتا ہے تو:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللہِ[۸]

اللہ میں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ میں کوئی حجاب نہیں ہے۔

اس پر ایک بہت پیارا شعر یاد آیا ؎

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالَم ہے

جب یہ تصور ہوگا کہ میری ہر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عرشِ اعظم تک جارہی ہے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کررہی ہے تو بتایئے مزہ آئے گا یا نہیں؟

نااہل مرید ذکر پر مداومت نہیں کرتا

دوستو! ذکر کا مزہ اُن سے پوچھو جو یہ مزہ لے رہے ہیں ورنہ ایک قصہ یاد رکھو۔ اکبر بادشاہ نے گاؤں کے رہنے والے ایک دیہاتی کی شیرینی کی دعوت کی تو اس ظالم نے بادشاہ کو بہت برا بھلا کہا، اس دیہاتی نے کہا کہ اکبر بادشاہ! تُو مجھے بلغم کھلا رہا ہے۔ حالانکہ شیرینی میں پسا ہوا چاول، عرقِ کیوڑہ اور دودھ میں پسا ہوا بادام شامل ہوتا ہے، اس کو فارسی میں شیر برنج، اردو میں فیرنی، ہندی

---

۸ مشکوۃ المصابیح، باب ثاب التسبیح والتحمید: ۲/۲۱ رقم (۲۳۱۳)

میں پھرنی اور پنجابی میں کھیر کہتے ہیں لیکن نادان دیہاتی ظاہری شکل دیکھ کر اسے بلغم سمجھا۔ تو ایسے نادان سے عبرت حاصل کریں اور محض اس وجہ سے ذکر نہ چھوڑیں کہ صاحب دل نہیں لگتا۔

ذکر کرنے کا طریقہ

اس مراقبے سے ذکر کریں کہ میری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اللہ تک جارہی ہے، ہم خود تو اللہ تعالیٰ تک نہیں جاسکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ یعنی ذکر عطا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری روح کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذریعے سے اپنے تک پہنچا رہے ہیں، ذکر کے ذریعہ ہماری اللہ سے ملاقات ہورہی ہے۔ تو روزانہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی پانچ تسبیح پڑھ لیا کریں، درمیان درمیان میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی پڑھ لیجیے، دس بیس دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد پورا کلمہ یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ لیجیے، ان شاء اللہ چند مہینوں میں آپ کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گے۔

چونکہ میں ڈھاکہ جارہا ہوں لہٰذا ڈھاکہ جانے والے ایک مسافر کی بات سن لیجیے، میں آپ کو ایک چیز دے کر جارہا ہوں تاکہ آپ اس کو شروع کردیں۔ ان شاء اللہ یہ کلمہ روح بن کر آپ کی رگوں کے خون میں دوڑنے لگے گا۔ یہاں تک کہ جب دنیا سے جانے کا وقت آئے گا اور موت کا فرشتہ آئے گا تو آپ کی رگوں میں جو کلمہ بسا ہوا ہے آپ کی زبان سے وہی نکلے گا، کلمہ ہی پر موت آئے گی ان شاء اللہ۔ اور اس میں آپ کے ماں باپ اور آپ کے خون کے رشتوں کی مغفرت کا سامان بھی ہے۔ ستر ہزار کلمہ کا ایک کوٹہ اپنے لیے رکھ لیجیے کیونکہ پانچ مہینے میں پچھتّر ہزار ہوجائے گا۔ تو ستر ہزار ایصالِ ثواب کرنے کے بعد پانچ ہزار بچا، آہستہ آہستہ یہ بھی جمع ہوجائے گا، ستر ہزار کلمہ اپنے لیے جمع کرلیں، پھر جب مزید ستر ہزار جمع ہوجائے تو آہستہ آہستہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کی مغفرت کے لیے انہیں ایصالِ ثواب کردیں۔

اللہ تعالیٰ میرے بیٹے مظہر میاں کی والدہ کو جزائے خیر دے، انہوں نے ستر ہزار کلمہ پڑھ کر میری والدہ کو بخشا ہے۔ اس کو کہتے ہیں ساس بہو کا تعلق حالانکہ میری والدہ زندہ نہیں ہیں لیکن انہوں نے اسی مہینے مجھے بتایا کہ ستر ہزار پڑھ کر ایصالِ ثواب کردیا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

اور میری والدہ کی مغفرت کا سامان بنائے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ اس حدیث کی بشارت حاصل کرنے کے لیے ستر ہزار دفعہ کلمہ پڑھیے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں آپ کی اور آپ کے خاندان کی مغفرت کا سامان ہے۔ پانچ مہینے میں آپ اللہ کی رحمت سے کسی ایک کو بخشوا سکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ صاحب پچیس منٹ تو بہت زیادہ ہیں تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا روزانہ کتنے منٹ کی زندگی دیتا ہے؟ روزانہ کتنے گھنٹے کا دن رات ہوتا ہے؟ ایک گھنٹے میں کتنے منٹ ہوتے ہیں؟ ساٹھ کو چوبیس سے ضرب دیجیے، چودہ سو چوالیس منٹ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزانہ چودہ سو چوالیس منٹ کی زندگی دے رہا ہے، اگر ہم چالیس منٹ اسے یاد کر لیں اور چودہ سو منٹ اپنے لیے، اپنے بیوی بچوں کے لیے رکھ لیں تو اس میں کوئی حرج ہے؟ یہ سوچو کہ کیا اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ حق نہیں ہے کہ ہم چالیس منٹ کے لیے مسجد میں یا اپنے گھر میں بیٹھ کر تلاوت کریں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کریں اور دعا کریں کہ اے اللہ اس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے صدقے میں ہمارے دل میں کوئی غیر اللہ نہ رہنے دیجیے کیونکہ آپ کا نام بہت بڑا ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے، اتنی بڑی ہم پر مہربانی کر دیجیے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی برکت سے آپ کے دل کے تمام باطنی خدا چاہے مال کا ہو، جاہ کا ہو، حسینوں کا ہو، جتنے بھی باطنی خدا دل میں ہیں ان شاء اللہ سب نکل جائیں گے، مگر کبھی کبھی ذرا کسی بابا کے پاس بھی بیٹھ جایا کریں۔

کشتی بابا نشیں ہیں بردار

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بابا لوگوں کی کشتی میں ضرور بیٹھا کرو، لیکن وہ شریعت وسنت کے مطابق بابا ہو، وہ بابا نہیں ہو جو سمندر کے کنارے سٹّے کا نمبر بتائے، یہ بابا نہیں یابٰی ہے، یابٰی عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں سرکش، نافرمانی کرنے والا، تو اصل میں وہ بابا نہیں ہے یابٰی ہے، اصلی بابا وہ ہے جس کا ایک تو کوئی اصلی بابا ہو یعنی اس کا بھی کوئی شیخ ہو اور اس کا شریعت وسنت پر چلنے والا سلسلہ ہو، جو شریعت وسنت سے ہٹ جائے تو سمجھ لو وہ بابا بنانے کے قابل نہیں ہے۔

ذکر کی مقدار میں اضافے کا نسخہ

میں آپ کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یہ وظیفہ دے کر جارہا ہوں۔ اب بعض لوگ دماغ کے کمزور ہوسکتے ہیں، اس مجمع میں یا خواتین میں ایسے لوگ ہوں گے کہ ہوسکتا ہے پانچ سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے سے انہیں چکر آجائیں، توان لوگوں کو کیا کرنا چاہیے اس کو ایک قصہ سے سمجھئے۔

ایک شخص روزانہ بھینس کا بچہ اُٹھا کر ایک فرلانگ لے جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر تین من کا ہوگیا، مگر وہ پھر بھی اسے اٹھالیتا تھا۔ کسی نے کہا کہ بھئی! اتنا وزن کیسے اُٹھاتے ہو؟ اس نے کہا کہ جب یہ بچہ تھا تب سے اُٹھارہا ہوں، لہٰذا پتہ ہی نہیں چلا، اس کا وزن بڑھتا رہا اور میری طاقت بڑھتی رہی۔ تو ایسے ہی ذکر کی مثال سمجھ لیجیے، پہلے ایک تسبیح پڑھیے، دوسرے ہفتے میں دو سو کر لیجیے، تیسرے ہفتے میں تین سو کر لیجیے، چوتھے ہفتے میں چار سو کر لیجیے اور پانچویں ہفتے میں پانچ سو کر لیجیے، پتہ بھی نہیں چلے گا۔ پھر بھی اگر کسی شخص کو کوئی عارضہ درپیش ہے تو تین سو مرتبہ پڑھ لے اور اگر تین سو بار بھی نہیں پڑھا جاتا تو دو تسبیح پڑھ لے اور اگر بہت ہی بحر الکاہل ہے، سستی کا سمندر ہے تو ایک تسبیح پڑھ لے کیونکہ ایک تسبیح پر بھی وعدہ ہے کہ قیامت کے دن اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگا۔ اب اگر کوئی سو مرتبہ بھی پڑھنے کے لیے تیار نہ ہو تو بس اس کو خدا ہی سمجھائے گا، میں کچھ نہیں کہوں گا، اس کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا کیونکہ اللہ کے بندے ہیں، مجھ سے افضل ہیں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر اور ہم پر فضل کردے۔ لیکن پانچ تسبیح جو ہے یہ بہت زبردست وظیفہ ہے، یہ اولیاء اللہ کی شاہراہ ہے، جتنے مشائخ دنیا میں آئے ہیں ان کو پانچ تسبیح بتائی جاتی تھیں تو میں آپ کو سپرہائی وے یعنی اولیاء اللہ کی شاہراہِ اعظم دکھا کر جارہا ہوں۔

آپ بھی ہمارے لیے دعا کیجیے گا کہ اللہ تعالیٰ عافیت کے ساتھ سفر ہو، جہاز خیریت سے پہنچے اور خیریت سے آئے۔ وہاں جو کام ہو اخلاص کے ساتھ ہو اور میرا بیان حسنِ تعبیر کے ساتھ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جمال کو بیان کرنے کے لیے ہماری زبان قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں، غیر محدود صفات کو بیان کرنے کے لیے محدود زبان کافی نہیں ہے۔

تیرے جلووں کے آگے ہمتِ شرح وبیاں رکھ دی

زبانِ بے نگاہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

کیونکہ زبان میں نگاہ نہیں ہے اور نگاہ ظالم میں زبان نہیں ہے۔ یہ جگر مراد آبادی کے استاد اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی عمدہ شعر ہے۔اسی لیے کہتاہوں کہ اللہ تعالیٰ حسنِ تعبیر بھی نصیب فرمائے، اگر خدا زبانِ تعبیر نہ عطا کرتا تو مجھے کون پوچھتا۔اس لیے میں اللہ کی اس نعمت کے شکر کے لیے اور اللہ کی محبت کو نشر کرنے کے لیے بنگلہ دیش جاؤں گا۔

فضاؤں میں دعا کی قبولیت پر ایک عجیب دلیل

میرا معمول ہے کہ میں جہاز پر بیٹھتے ہی دعا شروع کر دیتاہوں کیونکہ زمین و آسمان کے درمیان میں ہوتاہوں اور وہاں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔اس لیے اس مقدس فضا میں اللہ سے کہتاہوں کہ اے اللہ! اختر اس وقت زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے، اس کی دعا کو قبول کر لیجیے۔ میں آپ سب کو بھی یاد کرتاہوں، کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑتا اور میرے اس معمول میں شاید ہی ناغہ ہوتاہو کہ اختر اپنے دوستوں کے لیے دعا نہ کرتاہو، اپنی اولاد و ذریّات، دوست، اقرباء، خون کے رشتے دار اور جو روحانی رشتے ہیں یعنی جو اللہ کے لیے مجھ سے محبت رکھتے ہیں، مختلف زبانوں کے، مختلف شہروں کے اور مختلف خاندانوں کے لوگ جو محض اللہ کے لیے میرے پاس آتے ہیں ان سب کے لیے دعا کرتاہوں اور میں بھی اسی محبت سے ان کو دیکھنے کے لیے بے چین رہتاہوں۔

مولانا بدر عالم میرٹھی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور صاحبِ کرامت ولی تھے، جنت البقیع میں دفن ہیں، ان کی قبر تین مرتبہ کھودی گئی اور ہر مرتبہ ان کی لاش حتیّٰ کہ کفن تک صحیح سلامت نکلا۔اس لیے حکومتِ سعودیہ نے مدینے میں ہدایت کر دی کہ اب ان کی قبر کو نہیں کھودنا، یہ کوئی عام شخصیت نہیں ہیں۔ ان کی کتاب ترجمان السنۃ میں لکھاہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ساتوں آسمان پار کر جاتاہے اور عرشِ اعظم پر ٹھہر جاتاہے اور وہاں اللہ میاں سے ملاقات کرتاہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی تجلیات اس کو عرشِ اعظم پر نہ ملتیں تو وہ اور آگے بڑھ جاتا، مگر یہ کلمہ عرشِ اعظم پر جاکر ٹھہر جاتا ہے۔

نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں کے پار ہو جائے
مگر جب روئے تاباں پر پڑے بیکار ہو جائے

تو کلمہ عرشِ اعظم پر جاکر ٹھہر جاتا ہے، یہ نہیں کہ اللہ میاں کو چھوڑ کر آگے بھاگا جا رہا ہے۔

اصلی مرید وہی ہے جو ذکر کے ساتھ اتباعِ سنت کا اہتمام بھی کرے

ذکر کے ساتھ اتباعِ سنت کا بھی اہتمام کرو، سونا جاگنا، اُٹھنا بیٹھنا، وضو کرنا ہر عمل میں اہتمامِ سنت کی فکر کرو۔ میری ایک کتاب ہے "پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں" میرے یہاں اس کتاب میں سے ایک سنت ہر روز سنائی جاتی ہے، نماز، روزہ، شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ، خوشی غمی سب چیز اللہ کے پیغمبر ﷺ کے طریقے پر ہو اور اگر کبھی سنت کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو دوبارہ اسی وقت اس کام کو سنت کے طریقہ پر ادا کرلو۔

الٰہ آباد میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے سنت کے خلاف ان کا کرتہ اتار دیا یعنی بجائے بائیں آستین پہلے نکالنے کے داہنی آستین پہلے نکال دی تو حضرت نے خادم کو خوب ڈانٹا کہ تم کو اتنا بھی طریقہ نہیں آتا، پھر سے کرتہ پہناؤ اور سنت کے مطابق اتارو۔ خادم اگر سنت کے خلاف موزہ نکال دے تو اسے کہو کہ پھر سے پہنا کر اتارو، پہلے داہنے پاؤں میں پہناؤ اور اتارتے ہوئے بائیں پیر سے پہلے اُتارو۔ اسی طرح اگر کبھی بھول کر بایاں پیر مسجد میں رکھ دیا تو فوراً نکال کر داہنا پیر داخل کرو پھر بایاں پیر داخل کرو، یہ کہہ کر چھوڑ نہیں دو کہ اس مرتبہ ہو گیا آئندہ خیال رکھیں گے۔ آئندہ نہیں اسے فوراً صحیح کریں اور ترکِ سنت کے گناہ سے بچیں۔

اصلی مرید گناہوں میں ملوث رہنے کی تاویلیں نہیں کرتا

اصلی مرید وہی ہے جو گناہ چھوڑ دیتا ہے کیونکہ جب اس نے اللہ کا ارادہ کرلیا تو گناہ غیر اللہ ہے یا نہیں؟ یا گناہ بھی نعوذ باللہ اللہ میں شامل ہے؟ جس نے اللہ کو اپنی مراد بنالیا پھر نفس کی خواہشات کو کیوں مراد بناتا ہے؟ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ اللہ کیا یعنی ذکر بھی کیا اور وی سی آر، ٹیلی ویژن یا عورتوں کو بھی دیکھا یا کوئی بھی گناہ کیا تو اس نے اپنے ایمان کے پودے کے پاس آگ لگادی۔ جیسے آپ درخت کے نیچے آگ جلا کر سینک لیں تو آگ کے قریب جتنے پتے ہیں سب سوکھ جائیں گے اور کئی مہینوں اور برسوں تک سوکھے رہیں گے، اسے کتنا ہی کھاد پانی دیں مگر ہریالی بہت دن کے بعد آئے گی۔ تو میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو بد نظری کرلیتا ہے، گناہ کرلیتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اس نے اپنے ایمان کے درخت کے پاس آگ لگادی تو اس درخت کے پتوں کا کیا حال ہوگا۔ جو لوگ گاؤں میں رہتے ہیں ان سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ جس درخت کے نیچے آگ جلاتے ہیں وہاں قریب قریب کی گھاس اور قریب قریب کے پودے سوکھ جاتے ہیں یا نہیں؟ یا اگر اچانک درختوں کے پاس آگ لگ جائے تو بھی پتے ایسے ختم ہوجاتے ہیں کہ برسوں محنت کرو تب کہیں جاکر چھوٹی چھوٹی کونپلیں نکلتی ہیں، کئی سال بعد ہریالی آتی ہے۔

جو لوگ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں وہ سمجھ لیں کہ وہ اپنے دین کے پودے کو اس طرح برباد کرتے ہیں کہ پھر اس میں سالہا سال بعد رونق اور تازگی آئے گی۔ جب درخت جل جاتا ہے پھر اسے کتنا ہی کھاد پانی دو وہ بہت دن کے بعد ہرا بھرا ہوتا ہے، چاہو تو اہلِ تجربہ سے پوچھ لو۔

بعض وقت شیطان بے وقوفی میں مبتلا کردیتا ہے کہ گناہ کا مزہ لے لو پھر چل کر مسجد میں دو رکعات صلوٰۃ توبہ پڑھ لینا۔ یاد رکھو! معافی ہوجانا اور ہے لیکن اللہ کے ایمان و تعلق کے درخت کی شادابی اور اس کا ہرا بھرا ہونا اور ہے۔ اس لیے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبھی کبھار گناہ کرلینے میں، کبھی کبھار کسی حسین کو دیکھ لینے میں کیا حرج ہے۔ ایسے لوگ یہ سوچ لیں کہ جو لوگ کبھی کبھار بھی گناہ

کرتے ہیں وہ سدا بہار نہیں رہتے، کبھی کبھار کا گنہگار بھی سدا بہار نہیں ہو سکتا، اس کے قلب کی بہار خزاں سے تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے غضب کو ایک سانس بھی اپنے اوپر حلال نہ کیجیے، یہ اللہ کی عظمت کے حقوق میں سے ہم پر واجب ہے۔

گناہوں میں ملوث مرید ایمان کی حقیقی لذت سے بہت دور ہے

نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا یہ اللہ کی محبت کے حقوق ہیں۔ لیکن اللہ کی عظمت کا حق یہ ہے کہ ان کی ناراضگی سے ایسا ڈرنا جیسے گردے میں پتھری سے ڈرتے ہو۔ اگر ڈاکٹر کہہ دے کہ تم کو کینسر ہو گیا ہے یا گردے میں پتھری پڑ گئی ہے، گردے خراب ہو گئے ہیں، بس پانچ چھ دن میں مر جاؤ گے، تو کتنا رو رو کر دعا مانگو گے، ہر ایک سے دعا کرواؤ گے، سجدے میں رو رو کر دعا کرو گے کہ اللہ میاں! میری بیماری دور کر دیجیے۔ چونکہ جسم پر یقین ہے کہ گردے خراب ہو رہے ہیں، بس چند دن میں موت آجائے گی، یہ شخص حیات کا حریص ہے، یہ حیاتِ جسمانی کا حریص ہے اس لیے رو رو کر سب سے دعا کروا رہا ہے کہ دعا کرو کہ میرے گردے کی پتھری، میرا بلڈ کینسر اچھا ہو جائے لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ بد نظری کی بیماری پر اتنا نہیں روتا، کبر کی بیماری سے اور ٹیڈیوں کو دیکھنے سے اتنا نہیں ڈرتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے غضب اور اللہ کی ناراضگی کے اعمال کی اہمیت اس کے قلب میں نہیں ہے، ابھی یہ ظالم یقین اور ایمان کی نعمت سے بہت دور ہے۔

زندگی بھر خانقاہوں میں رہنے کے باوجود اصلاح کیوں نہیں ہوتی؟

ایک مہینہ بعد رمضان شریف آرہا ہے لہٰذا ایک مہینہ پہلے ہی ارادہ کر لیں کہ پورا رمضان ایک گناہ نہیں کرنا ہے، پھر ایک ہی مہینے میں دیکھو گے کہ روح کہاں سے کہاں پہنچتی ہے،

کتنی ترقی ہوتی ہے، خدا سے تعلق کتنا قوی ہوتا ہے اور اگر گناہ سے نہیں بچیں گے تو چاہے بیس بیس سال خانقاہوں میں رہیں اللہ تک ہر گز نہیں پہنچیں گے۔ بعض لوگ ساری زندگی خانقاہوں میں رہے، مگر گناہ سے نہ بچنے کی وجہ سے وہ کولہو کے بیل کی طرح رہے، جہاں تھے وہیں رہے، جب ذرا سا ہرا ابھرا ہوئے تو پھر کسی گناہ سے آگ لگالی، پھر توبہ سے ہرا ابھرا ہوا، سال دو سال بعد پھر گناہ سے آگ لگالی، ساری زندگی اپنے آپ کو جھلساتے رہے، زندگی کو ضائع کرتے رہے۔

اصلی اور نقلی مریدی میں فرق

میں نے جو یہ تقریر کی ہے یہ ہی اصلی مریدی ہے۔ مریدی کی دو قسمیں ہیں، ایک اصلی، ایک نقلی۔ یہ جو میں نے ابھی تقریر کی ہے کہ سب گناہوں کو چھوڑ دو، اللہ کو راضی کرو اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شریعت پر چلو، اس کا نام اصلی مریدی ہے کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنی مراد بنالیا اور ہر وقت جائز ناجائز کی فکر رکھتا ہے تو اس غم کی برکت سے مولیٰ اسے وہ خوشی عطا فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کو وہ خوشی نصیب نہیں۔

اور نقلی مریدی کیا ہے؟ نقلی مریدی یہ ہے کہ جمعرات جمعرات کسی خانقاہ میں جا کر بریانی کھالے اور بوٹیوں پر تھوڑی سی لڑائی بھی کرے کہ میری پلیٹ میں دو بوٹی کیوں آئیں، یہ برابر والا جو مرید ہے تم نے اس کو تین بوٹی کیوں دے دیں، ذرا ذرا سی بوٹیوں پر جنگ ہوتی ہے۔ اس کے بعد پیر صاحب بھنگ کا گھوٹا لگوائیں، منہ سے اتنا جھاگ نکلے کہ سب مرید بے ہوش ہو جائیں، کوئی اِدھر تڑپ رہا ہے کوئی اُدھر تڑپ رہا ہے، جسے جتنا حال آئے گا اسے کہیں گے کہ یہ آج کامیاب ہے۔ پھر جمعرات کے بعد خوب ٹی وی دیکھے، وی سی آر دیکھے، عورتوں کے چکر میں رہے، ایلفیسٹن اسٹریٹ (Elphinstone Street) کی سیر کرے، سینما دیکھے، ڈاڑھی نہیں رکھے، بیوی پر ظلم بھی کرے، غرض جتنے گناہ ہیں چھ دن کرتا رہے پھر ساتویں دن خانقاہ میں آجائے۔ یہ ہے نقلی مریدی۔

گناہوں کی تلافی کیسے کی جائے؟

ہمارے دادا شیخ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہماری فقیری جو ہے یہ ساری زندگی کا غم ہے، یہ اللہ کی محبت کا غم ہے، جائز و ناجائز کا غم ہے۔ تھانہ بھون کی پیری مریدی تمام عمر اور ہر سانس جائز و ناجائز کا غم اٹھانا ہے، یہ آٹھویں دن کی حاضری نہیں ہے، چوبیس گھنٹے کی فکر ہے کہ ہم سے کوئی گناہ نہ ہو جائے، کوئی عمل سنت کے خلاف نہ ہو جائے، کوئی عمل شریعت کے خلاف نہ ہو جائے اور اگر کبھی ہو جائے تو شیخ سے مشورہ کرو کہ اس کی تلافی کیا ہے؟ اگر کسی سے بہت بڑا گناہ ہو جائے تو کم سے کم سو روپیہ صدقہ کرے اور سو رکعات قسط وار نفل بھی پڑھے مثلاً دس رکعات روزانہ پڑھے تو سو رکعات پانچ دن میں ادا ہو جائیں گی۔ تو نفس کو اتنی سزا دو کہ نفس ظالم بھی یاد رکھے کہ بڑے زبردست مُلّا سے پالا پڑا ہے، چھوڑے گا نہیں، مار مار کر ہم کو بھالو بنا دے گا۔ اور اگر آپ نے نفس کو سزا نہیں دی تو نفس یہ سمجھے گا کہ یہ تو ذرا سا رو لیتا ہے کہ آنسو تو مفت کے ہیں، سجدے میں جا کر رو لے گا، رو رُلا کر اس کے بعد پھر وہی کام کرے گا۔ اس لیے بزرگوں نے فرمایا کہ خالی رونا کافی نہیں ہے، استغفار و توبہ قبول تو ہے لیکن نفس ظالم کا علاج یہی ہے کہ ذرا اس کو سزا بھی دو، کم سے کم سو رکعات نفل پڑھو، روزانہ دس بیس رکعات اور طاقت ہو تو پچاس رکعات پڑھو اور سو روپیہ خیرات بھی کرو اور شیخ کے ہاتھ سے خیرات کراؤ، خود ہی خیرات نہ کر دو۔ ہمارے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب جرمانہ ہردوئی منگواتے ہیں اور طلبہ پر یا کسی اور نیک کام میں خرچ کر دیتے ہیں۔ بہر حال اپنے ہاتھ سے مت خرچ کرو، ہو سکتا ہے اپنے ہاتھ سے کسی ایسی نامناسب جگہ خرچ کر دو کہ جن سے احتیاط کی جائے انہی کو جا کر دے دیا۔ جیسے شاعر نے کہا ہے ؎

میر بھی کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطّار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ جرمانہ کی رقم اپنے شیخ کے پاس جمع کرو، وہ خرچ کرے گا یا پھر کوئی کتاب خرید کر تقسیم کر دو۔ میری کتاب "پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں" خرید لو اور یہاں منبر پر رکھ دو، خود مت بانٹو، مسجد کے منبر پر رکھ دو جو چاہے لے جائے، کسی کو اپنے ہاتھ سے مت دو۔

مبارک بندے کون ہیں؟

میرا ایک شعر ہے ؎

قضا کے بعد ہوئی سرد نفس کی دنیا
نہ حسن و عشق کے جھگڑے نہ مال و دولت کے

بتائیے! موت کے بعد مُردہ کسی ٹیڈی یا اَمرد کو دیکھ سکتا ہے؟ مال و دولت کی باتیں سن سکتا ہے؟ بس اس لیے ہوشیار ہو جاؤ ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اس لیے مبارک ہے وہ بندہ جو خدا کی یاد میں روئے اور بہت ہی نامبارک ہے وہ جو غیر اللہ کے لیے روئے لیکن ماں باپ، بال بچے، یہ غیر اللہ نہیں ہیں۔ غیر اللہ وہ ہے جس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ کسی کو اپنے بچے یاد آئیں، اپنی بیوی یاد آئے، حلال کاروبار یاد آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! کسی کو ٹیڈیاں یاد آئیں یا غیر اللہ یاد آئے غرض نافرمانی کی جو چیزیں یاد آئیں وہ بہت خطرناک ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا کہ جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں اور اپنے دل پر غم اٹھاتے ہیں، لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ان کے لیے ہم ضرور بالضرور بہت سے راستے کھول دیتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں اور اپنے دل پر غم اٹھاتے ہیں۔ اس آیت میں دو جملے ذکر کیے گئے ہیں، پہلا جملہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا ہے جو شرط ہے اور دوسرا جملہ لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ہے جو جزاء ہے، عربی قواعد کے مطابق یہاں وَالَّذِیْنَ اسم موصول ہے اور شرط کے معنی میں ہے۔ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا میں لفظ جَاھَدُوْا کی چار تفسیریں بیان کی ہیں:

پہلی تفسیر

وَ الَّذِیۡنَ اِخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ اِبۡتِغَاءِ مَرۡضَاتِنَا، جو ہماری رضا تلاش کرتے ہیں، یعنی وہ اعمال بجالاتے ہیں جن میں ہماری رضا ہے اور ان اعمال سے بچتے ہیں جو ہماری ناراضگی کا سبب ہیں۔

دوسری تفسیر

وَالَّذِیۡنَ اِخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ نُصۡرَۃِ دِیۡنِنَا جنہوں نے دین کی نصرت اور مدد کے لیے مشقت اُٹھائی اور دین کی سربلندی اور عظمت کی خاطر اپنا مال خرچ کیا۔

تیسری تفسیر

وَ الَّذِیۡنَ اِخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِی الۡاِنۡتِھَاءِ عَنۡ مَنَاھِیۡنَا، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور ہر وقت ہمیں خوش کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

چوتھی تفسیر

وَ الَّذِیۡنَ اِخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ اِمۡتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو ہمارے احکام پر عمل کرتے ہیں اور ان کی اتباع کرتے ہیں۔[۹]

بیماری میں دوا کرنے کے ساتھ بطور علاج ایک وظیفہ

آخر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی بیمار ہوجائے تو ۱۳۱ مرتبہ یاسلام اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پانی پر دم کرکے مریض کو پلائیں، ان شاء اللہ معمولی دوا سے شفا ہوجائے گی۔ مفتی اعظم پاکستان کے ایک خاص مرید کو جو کروڑ پتی تھے گٹھیا کی بیماری تھی

۹؎ التفسیر المظہری ۸/۹۵

اور مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہی بیماری ہوگئی تھی، ان کے دوست علاج کے لیے امریکا گئے اور مفتی صاحب نے یہیں ایک دواخانے سے علاج کرایا جس کی دوا بارہ آنے تھی۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے مجمع میں فرمایا کہ میں بارہ آنے روز کی دوا سے ایک دم اچھا ہوگیا اور اس سیٹھ دوست کے یہاں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا کیونکہ وہ نیچے نہیں اُتر سکتے تھے۔ تو اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ مفتی صاحب آپ تو بالکل اچھے ہوگئے، سیڑھی پر کیسے چڑھ گئے؟ تو میں نے کہا کہ بارہ آنے کی دوا روزانہ کھاتا تھا، بس اللہ نے شفا دے دی۔ تو اس نے کہا کہ میں امریکا میں بارہ لاکھ لگا کر آیا ہوں اور آپ بارہ آنے کی دوا سے اچھے ہوگئے۔ تو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوا شفا نہیں دیتی، خدا شفا دیتا ہے، دوا تو محض ایک بہانہ، ایک ذریعہ، ایک سبب ہے۔ بس اوپر والے سے رابطہ رکھو، زمین والوں کو آسمان والے سے رابطہ رکھنا چاہیے، زمین والوں کو اگر خیریت سے رہنا ہے تو آسمان والے کو خوش رکھنا ہے۔

آپ لوگ میرے لیے دعا کریں کہ میرا سفر خیریت سے ہوجائے اور میں پندرہ رمضان تک آپ لوگوں کی خدمت میں واپس آجاؤں۔ اس مسجد میں اعتکاف کرنے والوں کے ساتھ بھی مجھے یہاں رہنا ہے کیونکہ کبھی کبھی کچھ نہ کچھ گذارشات بھی کرنی ہوتی ہیں۔ اور رمضان میں بھی اسی وقت پر بیان ہوگا ان شاء اللہ۔ پہلے میں رمضان میں تقریر نہیں کرتا تھا مگر بنگلہ دیش میں کچھ نہ کچھ بولنا پڑتا تھا پھر میرا وہ خوف نکل گیا کہ روزے میں کیسے بیان کروں۔

بس اب دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت عطا فرمائے اور ہماری اولاد کو، دوستوں کو، رشتے داروں کو، سب کو اللہ تعالیٰ اپنی نسبتِ خاص سے نوازش فرمائے، ہمارے پوتوں اور نواسوں کو بھی اللہ صاحبِ نسبت بنائے، مجھ کو، میری اولاد کو، میری ذرّیات کو، میرے گھر والوں کو، آپ کو، آپ کے سب گھر والوں کو اللہ اولیائے صدیقین میں شامل فرمائے اور جذب فرماکر اپنا بنالے، اللہ ہمارے سب گناہوں کو ہم سے چھڑا دے، جتنی نافرمانی اور گناہوں کی گندگیوں میں ہمارے نفوس ملوث ہیں اللہ ہمیں ان سب گناہوں سے پاک کردے، ہر گناہ سے طبعی نفرت عطا فرمادے، جیسے کسی کو پیشاب پاخانے سے طبعی نفرت ہوتی ہے، اللہ ہمیں اپنی نافرمانی اور غضب

کے اعمال سے سخت نفرت عطا فرمادے، گناہوں کی گندگی کو ہمارے دلوں میں منکشف فرمادے، ہمیں نیکیوں کی خوشبو کا عادی بنادے اور گٹر لائنوں اور بدبو دار مقامات سے اور تمام بُرائیوں سے متنفر کردے۔ یہاں جو خواتین آتی ہیں اللہ ان کی بھی تمام حاجتیں پوری فرمائے، ہماری، آپ کی سب حاجتیں اللہ پوری فرمائے۔ جو لوگ اپنی بیٹیوں کے رشتوں کے لیے پریشان ہیں اللہ ان کو اچھا رشتہ عطا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی فلاح عطا کردے۔ کافروں اور یہودیوں کی تمام سازشوں کو اللہ نامراد، خائب وخاسر کردے، اے اللہ، اے خیر الماکرین، آپ دُشمنانِ اسلام کے مکر کے ٹاٹ میں آگ لگادیجیے۔ اے اللہ تمام مسلمانانِ عالم کو عافیتِ دارین نصیب فرمائیے۔ جن کو غصے کی بیماری ہے اللہ ان کو غصے سے ہمیشہ کے لیے نجات عطا فرمادے اور حلیم الطبع بنادے، اللہ ہم سب کو کریم بنادے، مخلوق پر سراپا رحمت بنادے، جن کو شہوت کی بیماری ہے اللہ ان کی نارِ شہوت کو نورِ تقویٰ سے بجھادے، جائز خواہشات تو رہیں مگر ناجائز سے ہم سب کو بچالے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْـَٔلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ [۱۰]

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

آخر میں جو میں نے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْـَٔلُكَ سے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ تک پڑھا ہے یہ اسمِ اعظم ہے۔ حضور ﷺ نے قسم کھائی ہے کہ خدا کی قسم! جو یہ اسمِ اعظم پڑھ کر دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ اس لیے میں نے آخر میں یہ اسمِ اعظم پڑھ دیا ہے۔ اس اسمِ اعظم کو تفسیر روح المعانی نے بھی نقل کیا ہے۔

---

[۱۰] اخرجه ابوداؤد برقم ۱۴۹۵، مطبوعه بیت الافکار الدولیة

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے۔

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

"اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے"۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

اصلاح کا آسان نسخہ

منجملہ ارشادات عالیہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گنہگار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ میں سے چند کی فہرست

استغفار کے ثمرات
فضائل توبہ
تعلق مع اللہ
علاج الغضب
علاج الکبر
خوشگوار ازدواجی زندگی
حقوق النساء
بدگمانی اور اس کا علاج
مقصد حیات
ذکر اللہ اور اطمینان قلب
تقویٰ کے انعامات
قافلہ جنت کی علامت
ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے
تحفہ ماہ رمضان
عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
اصلی پیری مریدی کیا ہے
حقوق الرجال
نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے
عزیز و اقارب کے حقوق
آداب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
علم اور علماء کرام کی عظمت
حقوق الوالدین
اسلامی مملکت کی قدر و قیمت
بے پردگی کی تباہ کاریاں
عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم
صحبت شیخ کی اہمیت
ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج
اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے
گناہوں سے بچنے کا راستہ

کتابیں ملنے کے پتے:

- خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی۔
- جامعہ اشرف المدارس، سندھ بلوچ سوسائٹی گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی۔
- یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائداعظم، لاہور۔
- خانقاہ اشرفیہ اختریہ، جامعہ العلوم، عید گاہ، بہاولنگر۔
- جامع مسجد عثمان غنی، ا/ اے۔۶ گلستانِ زرین سوسائٹی، اسکیم ۳۳، سُپر ہائی وے، کراچی۔
- خانقاہ اشرفیہ اختریہ، بی ۳۰۸، بلاک ایل، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔
- سبحانیہ مسجد، سی آر داس روڈ، نزد جامعہ بنوری ٹاؤن، جمشید روڈ نمبر ا، کراچی۔
- خانقاہِ مسیحیہ، باغ حیات، سکھر۔

پرسکون زندگی گزاریں!
اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین، سکون اور اطمینان
صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان
والی زندگی گزار سکتے ہیں۔
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف
اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت
سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی
گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت
کرسکتے ہیں۔
اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی
مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ
علیٰحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔
مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل
کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:
34975758،34975658،34975221

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ ان لوگوں کے لیے آئینۂ احتساب ہے جو اپنی اصلاح اور تزکیۂ نفس کے لیے کسی اللہ والے سے بیعت ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بحیثیت مریدان کے اوپر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں یہ کتاب انہیں ان ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرتی ہے اور ان کی کوتاہیوں پر بھی توجہ دلاتی ہے۔

اس کتاب کے آئینہ میں مرید کے اصلی خدوخال واضح ہو جاتے ہیں کہ آیا وہ اپنے شیخ کی ہدایات پر عمل کر کے اپنے اصلی مرید ہونے کا ثبوت دے رہا ہے یا نہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ ان لوگوں کے لیے بھی از حد سود مند ثابت ہوتا ہے جو پیری مریدی کے تصور ہی سے گھبراتے ہیں کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے انہیں پتا چلتا ہے کہ دین پر عمل کرنے کے لیے اللہ والوں یعنی سچے پیر سے اصلاحی تعلق قائم کرنا کس قدر ضروری ہے۔